مباحثہ ومکالمہ

حافظ صلاح الدین یوسف*

کیا غامدی فکر ومنہج ائمہ سلف کے فکر ومنہج کے مطابق ہے؟

غامدی صاحب کے دعوائے مطابقت کا جائزہ-۵

اہل اسلام کہتے ہیں کہ قرآن میں زانی اور زانیہ کی جو سزا (سو کوڑے) بیان ہوئی ہے، حدیث رسول کی رُو سے وہ کنواروں کی سزا ہے اور شادہ شدہ زانیوں کی سزا رجم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ہے اور اس کے مطابق آپ نے رجم کی سزا دی بھی ہے؛ آپ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی یہی سزا دی اور اس کے حد شرعی ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے۔

فراہی گروہ، مولانا حمید الدین فراہی سے لے کر مولانا اصلاحی، غامدی وعمار ناصر تک، سب رجم کی صحیح متواتر اور متفق علیہ روایات کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ ان احادیث سے حد رجم کا اثبات قرآن کے خلاف اور قرآن میں ردو بدل ہے اور یہ حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل نہیں ہے۔ امت مسلمہ کے اجماع کے برعکس فراہی گروہ کہتا ہے کہ رجم ایک تعزیری سزا ہے، نہ کہ حد شرعی اور یہ شادی شدہ زانیوں کو نہیں بلکہ اوباش قسم کے زانیوں کے لیے ہے اور وہ بھی وقت کے حکمران کی صواب دید پر منحصر ہے۔ اس کی دلیل کوئی حدیث نہیں، کیوں کہ وہ تو ویسے ہی ان کے نزدیک غیر معتبر ہے؛ صرف ان کے امام اول کا قرآن کے لفظ 'تقتیل' سے استنباط ہے جس استنباط کی کوئی تائید کسی مفسر، محدث، فقیہ، امام نے نہیں کی اور عربی لغت اور عرب کے دیوان جاہلیت سے بھی اس معنی کی تائید نہیں ہوتی؛ اس کی تائید صرف ان کے تلامذہ، پھر تلامذہ کے تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ کر رہے ہیں۔

امت مسلمہ کا نظریہ رجم قرآن وحدیث کے ٹھوس دلائل پر مبنی ہے؛ اس لیے وہ عہد رسالت سے آج تک مسلم چلا آ رہا ہے؛ گویا اس کی عمر چودہ سو سال اور ایک ربع صدی ہے۔ فراہی نظریہ رجم یک سر بے دلیل بلکہ قرآن کی معنوی تحریف اور شریعت سازی پر مبنی ہے اور اس کی عمر ایک صدی سے بھی کم ہے یا زیادہ سے زیادہ ایک صدی سمجھی جا سکتی ہے؛ یہ خود ساختہ نظریہ کسی دلیل پر قائم نہیں ہے بلکہ اس کی ساری بنیاد ایک استاد کے سلسلہ تلمذ، اس کے خوان علم کی ریزہ چینی اور اس کی اندھی تقلید پر قائم ہے؛ اعاذنا اللہ منہا۔

*مدیر شعبہ تحقیق وتصنیف، دار السلام، لاہور

لو! آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ہاں، یاد آیا کہ ہم نے غامدی صاحب کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی خفی کے ذریعے سے اوباشی کی سزا، رجم مقرر کی ہے اور اس پر ہم نے ان سے سوال بھی کیا ہے کہ آپ تو وحی خفی کے ذریعے سے قرآن میں 'اضافے' یا 'تبدل وتغیر' کو تسلیم ہی نہیں کرتے تو پھر آپ کی خانہ ساز سزاے رجم وحی خفی سے کس طرح ثابت ہوسکتی ہے؟ یہ ہمارا سوال قائم ہے؛ اب اس کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں! جناب غامدی صاحب سورہ نساء کی آیت میں بیان کردہ عبوری سزاے زنا اور پھر حدیث: خذوا عنی میں بیان کردہ مستقل سزا کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ان ہدایات سے واضح ہے کہ ان کا تعلق عبوری دور سے تھا؛ چناں چہ عبادہ بن صامت کی زیر بحث روایت (خذوا عنی ......) کا مدعا در حقیقت یہی ہے کہ آپ کو وحی خفی کے ذریعے سے ہدایت دی گئی کہ یہ چوں کہ زنا ہی کے مجرم نہیں بلکہ اس کے ساتھ اپنی آوارہ منشی اور جنسی بے راہ روی کی وجہ سے فساد فی الارض کے مجرم بھی ہیں، اس لیے ان میں سے ایسے مجرموں کو جو اپنے حالات کی نوعیت کے لحاظ سے رعایت کے مستحق ہیں، زنا کے جرم میں نور کی آیت ۲ کے تحت نفی یعنی جلا وطنی کی سزا دی جائے اور ان میں وہ مجرم جنھیں کوئی رعایت دینا ممکن نہیں ہے، مائدہ کی اسی آیت کے تحت رجم کر دیے جائیں۔'' (برہان، ص 126)

غامدی صاحب کی یہ سخن سازی ہم پہلے بھی ان کی کتاب 'میزان' کے حوالے سے نقل کر آئے ہیں جس کا حوالہ وہ ہر اہم مبحث میں دیتے ہیں۔ یہاں ان کا یہ موقف ان کی دوسری کتاب 'برہان' سے نقل کیا گیا ہے جو بعینہٖ وہی ہے جو پہلے بیان ہوا لیکن اسے دوبارہ نقل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ وہ ہر جگہ اور ہر موقع پر بہ تکرار و بہ اصرار یہ کہتے ہیں اور مسلسل کہہ رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ وحیِ خفی کے ذریعے سے بھی کوئی ایسا حکم دے سکتے ہیں جو قرآن میں نہیں ہے؛ وہ اسے قرآن میں تغیر وتبدل قرار دیتے ہیں لیکن یہاں بالآخر یہ کہنے اور اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ رجم کا فراہی گروہ کا ساختہ پرداختہ نظریہ وحیِ خفی کے ذریعے سے آپ نے بیان فرمایا ہے؛ پہلے وحیِ خفی کا انکار تھا، اب اپنی بات منوانے کے لیے اسی کا سہارا لے رہے ہیں؛ چہ خوب!

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

گویا امت مسلمہ اگر یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحیِ خفی کے ذریعے سے قرآن میں بیان کردہ سزا کو کنواروں کے ساتھ خاص کر دیا ہے اور شادی شدہ زانیوں کے لیے رجم کی سزا مقرر فرمائی ہے تو یہ قرآن میں تغیر وتبدل ہے جس کا حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں ہے حالاں کہ وحیِ خفی کی یہ روایات رجم تقریباً تین درجن صحابہ سے مروی ہیں۔ لیکن غامدی صاحب پہلے تو مانتے ہی نہیں تھے کہ وحیِ خفی سے بھی آپ کوئی حکم دے سکتے ہیں لیکن جب اس بات کو مانا تو وحی خفی کس کو قرار دیا؟ اپنے خود ساختہ امام کے خود ساختہ مفہوم پر خود ساختہ نظریہ رجم کو! انا للہ وانا الیہ

راجعون۔ کتنا بڑا اتہام ہے جو اس ظالم شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر باندھا ہے؛ سبحانک هذا بهتان عظیم۔

تغافل سے جو باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

غامدی صاحب اہل اسلام کی نظریہ رجم کی درجنوں روایات کو تسلیم نہیں کرتے؛ ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فراہی نظریہ رجم کی ایک حدیث پیش کر دیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جو آوارہ منش اور اوباش قسم کا زانی ہوگا، اس کو زنا کی نہیں بلکہ اوباشی کی پاداش میں سزائے رجم حد کے طور پر نہیں بلکہ تعزیر کے طور پر دی جائے گی۔

محترم! یہ فراہی نظریہ رجم آپ کی یا آپ کے استاذ امام کی سخن سازیوں، لن ترانیوں اور لاف گزاف باتوں سے ثابت نہیں ہوگا بلکہ ٹھوس دلیل سے ثابت ہوگا اور نہ رجم کی متواتر روایات کو خبر آحاد کہہ دینے سے یا ان کی الٹی سیدھی باطل تاویلات کے ذریعے سے ان کو کنڈم کرنے کی مذموم اور ناپاک سعی سے اس بے بنیاد نظریے کو کوئی تقویت ہی مل سکتی ہے؛ اس لیے کہ اہل اسلام کا نظریہ رجم شجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء کی مثل ہے اور فراہی نظریہ رجم شجرة خبيثة اجتثت من فوق الارض ما لها من قرار (ابرہیم 26:14) کا مصداق ہے؛ ان شاء اللہ العزیز۔

ایک یک سر بے بنیاد دعویٰ اور ہمارا سوال

لیکن بایں ہمہ غامدی صاحب کی جرأت بھی دیکھیے اور خوش فہمی بھی! فرماتے ہیں:

> ''امام فراہی کی یہ تحقیق قرآن مجید کے نصوص پر مبنی ہے اور روایات میں بھی، جیسا کہ ہمارے تبصرے سے واضح ہے، اس کے شواہد موجود ہیں۔'' (برہان، ص 92-91)

اس میں غامدی صاحب نے نہایت بے باکی سے یہ نعرۂ مستانہ لگایا ہے کہ 'امام' فراہی کی یہ 'تحقیق' قرآن مجید کے نصوص پر مبنی ہے۔

اس دعوے میں اولاً قابل غور بات یہ ہے کہ جو بات نصوص قرآن پر مبنی ہو، اسے کسی شخص کی 'تحقیق' قرار دیا جا سکتا ہے؟ نص صریح سے ثابت شدہ مسئلہ تو حکم قرآنی ہے نہ کہ کسی 'امام' کی تحقیق۔ اللہ تعالیٰ نے وراثت کا ایک اصول یہ بیان فرمایا ہے: للذكر مثل حظ الانثيين (النساء 11:4) اس کا مفہوم ومطلب کوئی شخص اردو میں بیان کر کے یہ کہے کہ یہ میری 'تحقیق' ہے یا میرے 'استاذ امام' کی تحقیق ہے؛ جس کے پاس عقل ودانش کا کچھ بھی حصہ ہے، وہ بہ قائمی ہوش وحواس ایسی بات کہہ سکتا ہے؟

اگر رجم کی مزعومہ 'تعزیری سزا' آیت قرآنی کی نص اور سورہ نور کی آیت ۲ سے ثابت ہے (کیوں کہ آیت نور کو ملائے بغیر تو 'نصوص' (بہ صیغہ جمع) نہیں کیا جا سکتا) تو اولاً اس کو تعزیری سزا کیوں کر قرار دیا جا سکتا ہے؟ پھر تو یہ حد شرعی ہوئی نہ کہ

تعزیری سزا، جب کہ فراہی گروہ اس کو تعزیری سزا قرار دیتا ہے؛ غامدی صاحب نے بھی بڑی وضاحت سے لکھا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کی وساطت سے جو شریعت عطا فرمائی ہے اس میں زندگی کے دوسرے معاملات کے ساتھ جان، مال، آبرو اور نظم اجتماعی سے متعلق تمام بڑے جرائم کی سزائیں خود مقرر فرمادی ہیں ؛ یہ جرائم درج ذیل ہیں:

۱۔ محاربہ اور فساد فی الارض، ۲۔ قتل وجراحت، ۳۔ زنا، ۴۔ قذف، ۵۔ چوری۔ (میزان، ص 61)

پہلی سزا محاربہ اور فساد فی الارض یہ ایک ہی چیز ہے؛ اسی لیے اپنی دوسری کتاب 'برہان' میں صرف 'محاربہ' ہی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (ص 137)

اس اقتباس میں 'نبی' کے بجائے 'نبیوں' کا لفظ بھی قابل غور ہے جسے ہم فی الحال نظر انداز کرتے ہیں، تاہم اتنا ضرور عرض کریں گے کہ ہماری شریعت تو شریعت محمدیہ ہے نہ کہ شریعت انبیا؛ یہاں نبی کے بجائے 'نبیوں' کہنا ان کے گم راہ ذہن کا غماز اور عکاس ہے۔

بہ ہر حال اس اقتباس میں آپ دیکھ لیں؛ شرعی سزائیں جن کو حد کہا جاتا ہے، وہ ان کے نزدیک صرف پانچ ہیں؛ اب ان کا یہ دعویٰ کہ آوارہ منشی اور اوباشی کی سزا اللہ کے رسول نے وحیِ خفی کے ذریعے سے رجم مقرر فرمائی ہے؛ نیز یہاں دعویٰ کیا کہ یہ 'نصوص قرآنی' پر مبنی ہے تو اللہ رسول کی مقرر کردہ یہ چھٹی سزا، شرعی سزاؤں میں اس کا ذکر غامدی صاحب نے کیوں نہیں کیا ہے؟ اگر اوباشی کی یہ سزا- سزاے رجم- وحیِ خفی پر اور 'نصوص قرآنی' پر مبنی ہے تو اسے حدود شرعیہ میں شمار کیوں نہیں کیا گیا؟ اسے تعزیری سزا کیوں کر کہا جاسکتا ہے؟

علاوہ ازیں اگر یہ فروہی گروہ کی مزعومہ 'اوباشی' کی مزعومہ تعزیری سزا قرآنی نصوص سے ثابت ہے تو پھر اس کے لیے 'وحیِ خفی' کی ضرورت کیا تھی؟ قرآن کریم کی نصوص سے جو احکام ثابت ہیں جن میں تبیینِ رسول کی ضرورت نہیں ہے؛ کیا ان کی بابت کہا جاسکتا ہے کہ ان کا مبنیٰ وحیِ خفی ہے؟ جیسے ہم نے پہلے مثال دی ہے کہ نص قرآنی ہے کہ وراثت میں لڑکے کا حصہ لڑکی سے دوگنا ہے؛ کیا اس کی بابت یہ کہنا صحیح ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وراثت میں لڑکے اور لڑکی کے حصے میں یہ فرق وحیِ خفی کے ذریعے سے کیا ہے؟

ظاہر بات ہے ایسا کہنا سراسر غلط ہوگا؛ اس فرق کو نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے اور نہ اسے وحیِ خفی سے ثابت ہونے والا حکم ہی قرار دیا جاسکتا ہے کیوں کہ حکم تو قرآن مجید میں موجود ہے جو وحی جلی ہے اور بالکل واضح ہے؛ اس میں تبیینِ رسول کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

نبی کی طرف تو وہ خفی احکام منسوب ہوں گے جن کا ذکر قرآن میں نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحیِ خفی کے ذریعے سے بیان فرمائے ہیں یا قرآن میں مجمل طور پر ہیں، وحیِ خفی کے ذریعے سے آپ نے ان کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اہل اسلام وحیِ خفی پر مبنی قرآن کریم کی شرح وتفصیل کو بھی مانتے ہیں اور ان احکام کو بھی مانتے ہیں جن کا کوئی ذکر قرآن میں نہیں ہے لیکن وہ صحیح احادیث سے ثابت ہیں جن میں شادی شدہ زانی کی سزا- رجم- بھی ہے؛

اہل اسلام کے نزدیک یہ رجم بھی حدّ شرعی ہے کیوں کہ احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔

فراہی نظریہ اگر 'نصوص قرآنی' پر مبنی ہے تو پھر یہ 'تعزیر' کیوں؟

فراہی گروہ احادیث سے ثابت ہونے والے احکام کو نہیں مانتا بلکہ ان کو قرآن کے خلاف اور قرآن میں ردوبدل قرار دیتا ہے؛ گویا وہ وحیِ خفی کا منکر ہے اور ان تمام احکام کا منکر ہے جو وحیِ خفی یعنی احادیث پر مبنی ہیں؛ اسی لیے وہ حدرجم کی شرعی حیثیت کا بھی منکر ہے اور ان تمام متواتر احادیث صحیحہ کا بھی منکر ہے جن سے واضح طور پر اس حدرجم کا اثبات ہوتا ہے۔ لیکن اب ان کا خود ساختہ نظریہ رجم کہ یہ اوباشی کی تعزیری سزا ہے، چھچھوندر کی طرح گلے کی پھانس بن گیا ہے جو نہ نگلا جا رہا ہے اور نہ اُگلا جا رہا ہے کیوں کہ اس کو وہ قیامت تک ثابت نہیں کرسکتے: ولو كان بعضهم لبعض ظهيراً۔

جب ہر طرف ہاتھ پیر مار کر دیکھ لیا کہ کوئی بات نہیں بن رہی ہے؛ بھلا ہوا میں کون گرہ لگا سکتا یا کون آسمان پر تھگلی لگا سکتا ہے؟ تو تمام ٹامک ٹوئیاں مارنے کے بعد اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے کہ ہمارا یہ نظریہ رجم وحیِ خفی پر مبنی ہے۔ اس پر اعتراض ہوا کہ وحیِ خفی کو تو آپ مانتے ہی نہیں کہ اس کے ذریعے سے اللہ کے رسول ایسا کوئی حکم دے سکتے ہیں جو قرآن میں نہیں ہے؛ جب قرآن میں اوباشی کی سزا کا ذکر ہی نہیں ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحیِ خفی کے ذریعے سے کس طرح یہ سزا دے سکتے تھے؟ یہ تو آپ کے بہ قول قرآن میں تغیر و تبدل ہے۔ اگر رجم کا بہ طور حد شرعی وحیِ خفی کے ذریعے سے اثبات، قرآن میں تغیر و تبدل ہے تو پھر اوباشی کی من گھڑت سزا کی بابت یہ دعویٰ کہ یہ وحیِ خفی سے ثابت ہے؛ کیا یہ قرآن میں تغیر و تبدل نہیں ہے؟

اسی طرح اس من گھڑت سزا کو 'نصوص قرآنی پر مبنی' قرار دینا اگر صحیح ہے تو پھر اسے حدِ شرعی میں شمار کیوں نہیں کیا؟ قرآنی نصوص پر مبنی سزا تو تعزیری سزا نہیں ہوسکتی؛ وہ تو حد شرعی ہے۔ اسی طرح غامدی صاحب کا یہ کہنا کہ ''روایات میں بھی جیسا کہ ہمارے تبصرے سے واضح ہے، اس کے شواہد موجود ہیں۔'' روایات کو تو آپ مانتے ہی نہیں؛ علاوہ ازیں اس میں بھی آپ کی روایتی ہوشیاری صاف جھلک رہی ہے کہ روایات پر آپ نے جو غلط تبصرہ کیا ہے، اس تبصرے کو آپ 'شواہد' سے تعبیر کر رہے ہیں۔ اگر روایاتِ حدیث 'شواہد' ہیں تو صرف خالی روایات کا حوالہ دیں اور اپنے باطل تبصرے کے بغیر روایات نہیں بلکہ صرف ایک ہی روایت پیش کر دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوباشی کی سزا میں فلاں عورت یا فلاں مرد کو رجم کی سزا دی تھی؟

کیا قرآن کی معنوی تحریف کو 'نصوص قرآنی' کہا جا سکتا ہے؟

ہماری اس تفصیل سے واضح ہے کہ مزعومہ سزائے رجم کو قرآنی نصوص پر مبنی قرار دینا بھی اسی طرح بدترین جھوٹ ہے جیسے ان کا یہ دعویٰ کہ میرے موقف اور ائمہ سلف کے موقف میں بال برابر بھی فرق نہیں ہے؛ اس تفصیل سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ خود ساختہ نظریہ رجم قرآنی نصوص پر ہرگز مبنی نہیں ہے بلکہ آیت محاربہ کی معنوی تحریف پر مبنی ہے، جس کی ہم پہلے وضاحت کر آئے ہیں۔

اب ہمیں اس نئی 'دلیل' پر غور کرنا ہے کہ قرآن کریم کے کسی لفظ کی ایسی تشریح جو آج تک کسی صحابی، تابعی، مفسر، محدث، امام وفقیہ نے نہیں کی بلکہ وہ قرآن کی تحریف معنوی ہو، کیا ایسی تشریح یا ایسی تحریف معنوی کی بنیاد پر کسی خود ساختہ نظریے کو 'نصوص قرآنی' پر مبنی قرار دیا جا سکتا ہے؟ ظاہر بات ہے اس کا جواب نفی میں ہی ہوگا۔

جیسے 'ختم نبوت' کا مسئلہ ہے جو قرآن کے لفظ 'خاتم النّبیین' کا صحیح مفہوم پر مبنی ہے لیکن مرزائی 'خاتم النّبیین' کی غلط تشریح کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ آپ کی مہر سے نبی بن کر آیا کریں گے؛ اس طرح قرآن کے اس لفظ سے جو ختم نبوت پر نصِ صریح ہے، مرزائی اس کے برعکس اس کی غلط تشریح اور اس میں معنوی تحریف کر کے اجرائے نبوت کے خود ساختہ نظریے کا اثبات کرتے ہیں؛ اگر کوئی مرزائی کہے کہ ہمارا اجرائے نبوت کا عقیدہ 'نصوص قرآنی' پر مبنی ہے؛ کیا یہ دعویٰ یا عقیدہ صحیح ہوگا؟

پرویزی کہتے ہیں: زکات کے معنی نشو ونما کے ہیں لہٰذا 'ایتائے زکات' کے معنی ہوں گے سامان نشو ونما مہیا کرنا اور یہ اسلامی حکومت کا فریضہ ہے کہ وہ افراد معاشرہ کی نشو ونما کا سامان فراہم کرے۔ (ماہ نامہ طلوع اسلام، مئی 1989ء)

لیجیے! اس 'قرآنی' مفہوم یا 'نصوص قرا؟ن' سے تمام مسلمان زکات کی ادائیگی سے فارغ ہو گئے؛ رجم کی 'فراہی تحقیق' کی طرح زکات کی کیا خوب 'تحقیق' ہے! اگر پرویزی بھی غامدی صاحب والی 'قرآنی نصوص' پر مبنی رجم کی بحث پڑھ لیں اور وہ دعویٰ کر دیں کہ ہماری زکات والی تحقیق 'نصوص قرآنی: اٰتُوا الزَّکَاۃ پر مبنی ہے تو کیا وہ اپنے اس دعوے میں سچے ہوں گے؟ اور علم وتحقیق کی دنیا میں اس دعوے کی پرکاہ کے برابر بھی حیثیت ہوگی؟ غامدی گروہ جواب دے!

اسی طرح اور بھی مثالیں دی جا سکتی ہیں؛ سارے باطل فرقوں کی بنیاد قرآن کی غلط تشریحات اور اس میں معنوی تحریفات ہی پر قائم ہے اور اس کی ہم الحمدللہ دسیوں، بیسیوں مثالیں پیش کر سکتے ہیں؛ اگر ان باطل فرقوں کی غلط تشریحات اور معنوی تحریفات سے ان کے غلط عقائد ونظریات کا اثبات نہیں ہو سکتا تو غامدی واصلاحی وفراہی کا خود ساختہ نظریہ رجم قرآن کے لفظ یحاربون (محاربہ) کی یا لفظ 'تقتیل' کی معنوی تحریف اور باطل تشریح سے کس طرح ثابت ہو جائے گا اور 'نصوص قرآن' پر مبنی کے لیے تسلیم کر لیا جائے گا؟

کچھ غامدی صاحب کی 'خوش فہمی' پر تبصرہ

غامدی صاحب نے فرمایا ہے بلکہ ڈینگ ماری ہے کہ:

> ''اس سے اگر کسی کو اختلاف ہے اس دلائل کے ساتھ اس کا محاکمہ کرنا چاہیے؛ یہ وہ چیز نہیں ہے جسے جذباتی تحریروں اور بے معنی فتووں کے ذریعے سے رد کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت لوگ جو جی چاہیں کہیں لیکن وہ وقت اب غالباً بہت زیادہ دور نہیں ہے جب علم ودانش کی مجالس میں اس تحقیق کے لیے داد وتحسین کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے گا؛ ان شاء اللہ العزیز۔'' (برہان، ص 91-92)

الحمدللہ، اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے ہم نے غامدی صاحب کے بے بنیاد 'دلائل' کا جو پوسٹ مارٹم اور اس کا محاکمہ

کیا ہے، اس کو کوئی جذباتی تحریر یا بے معنی فتویٰ قرار دے دے تو یہ اس کا بے جا تعصب اور اپنے 'ائمہ مضلین' سے اندھی عقیدت ہے؛ ورنہ ہمارا اندازہ ہے کہ ہمارے محاکمے کا جو ابھی جاری ہے، مزید دلائل پر گفت گو آ رہی ہے، فراہی گروہ قیامت تک ان شاءاللہ جواب نہیں دے سکے گا: وادعوا شهداء كم من دون الله ان كنتم صادقين (البقرہ)

اپنی عقل و دانش پر اس طرح کا ناز اور اپنے گم راہانہ افکار پر اس طرح کا ادّعا، اس سے پہلے بھی بہت سے گم راہ فرقوں اور ان کے سرغنوں نے کیا ہے لیکن آج ان کی شخصیتیں بھی تاریخ کے کوڑے دانوں میں تعفن زدہ پڑی ہیں جن کے پاس سے گزرنا بھی کسی صحیح الفکر اور صحیح الدماغ شخص کے لیے ناممکن ہے اور ان کے افکار فاسدہ بھی عجائبات کے میوزموں میں افسانہ ہائے پارینہ کے طور پر یا نشانِ عبرت کے لیے محفوظ ہیں؛ فراہی گروہ کے یہ افکار مضلہ بھی ان شاء اللہ اس عبرت انگیز حشر سے دوچار ہوں گے۔

فراہی افکار کی بنیاد دو چیزوں پر ہے: انکار حدیث اور قرآن کریم کی معنوی تحریف؛ امت مسلمہ جب تک اپنے پیغمبر کو -ان کے نزدیک جو حامل قرآن، مفسر قرآن اور مبین قرآن ہے- مانتی رہے گی اور اس کو ماننے کا مطلب، اس کی تفسیر و تشریح اور تبیین قرآنی کو جس کو حدیث کہا جاتا ہے، ماخذ شریعت تسلیم کرنا ہے؛ اس وقت تک مسلمہ کا اجتماعی ضمیر فکر فراہی کو کبھی ہضم نہیں کر سکے گا۔ غامدی صاحب علم و دانش کی کن مجالس کا حوالہ دے رہے ہیں جہاں اس تحقیق کے لیے داد و تحسین کے سوا کچھ نہیں ہوگا؟ یہ مجالس مسلمان اہل علم و دانش کی تو ہرگز نہیں ہو سکتیں؛ اس لیے کہ کسی بھی مسلمان کا علم اور اس کی دانش، نہ انکار حدیث کے جرثومے کو پال سکتی ہے اور نہ قرآن کی تحریف معنوی کے زہر ہلاہل کو نوش جان کر سکتی ہے۔

دنیا میں ہر چیز کے گاہک اور ہر گم راہی کے خریدار موجود ہیں؛ الطاف حسین اور طاہر القادری اور ان سے پہلے غلام احمد قادیانی جیسے مریض ذہن کے لوگوں کے بھی بے شمار پرستار ہیں؛ ان کے افکار باطلہ کے لیے بھی ایسی مجالس موجود ہیں جہاں ان کے اوہام باطلہ اور خیالات فاسدہ کو انبیاے معصومین کی طرح مانا جاتا اور ان پر داد و تحسین کے ڈونگرے برسائے جاتے ہیں؛ 'طلوع اسلام' کے نام پر غروب اسلام کی مجلسیں آج بھی -پرویز کے پیوند خاک ہونے کے باوجود- جاری و ساری ہیں- اگر فکر فراہی کی گم راہیوں پر بھی کچھ عفونت زدہ لوگوں کی مجلسیں برپا ہوتی رہیں گی اور اہل مجلس اس 'تحقیق' پر وجد میں آ کر جھومتے اور واہ واہ کرتے رہیں گے تو ایسا ممکن ہے۔ لیکن اس پر فخر کرنے والی کون سی بات ہے؟ اور اس کیا اس 'تحقیق' کی حقانیت وصداقت ثابت ہو جائے گی؟ گم راہی تو گم راہی ہی رہے گی، چاہے ساری دنیا اس پر مجتمع ہو جائے لیکن امت مسلمہ کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے:

لن تجتمع امتی علی الضلالة۔ (میری (ساری) امت ہرگز گم راہی پر مجتمع نہیں ہوگی۔)

یعنی پوری کی پوری امت کسی گم راہی کو اپنا لے، ایسا نہیں ہوگا؛ اس کا مطلب ہے گم راہ ٹولے نکلتے رہیں گے اور اپنی بازی گری کے کرتب دکھاتے رہیں گے لیکن آفتاب حق کے سامنے جلوۂ آخر شب کی طرح معدوم ہوتے رہیں گے۔ شہرستانی کی 'الملل والنحل' دیکھ لیجیے؛ ابن حزم کی 'الفصل فی الملل' دیکھ لیجیے! ایسے بیسیوں فرقے آپ کے مطالعے میں آئیں گے کہ آج ان کا نام بھی ان کتابوں کے علاوہ آپ کو کہیں نہیں ملے گا۔ فراہی گروہ بھی اسی طرح تاریخ کی گزرگاہوں میں

نشانِ عبرت کے طور پر نظر آئے گا یا بادیہ ضلالت کے راہ نورد 'المورد' اور 'دانش سرا' جیسے ڈیروں میں اپنی خوے ضلالت کی تسکین کا سامان پائیں گے، لیکن اہل اسلام ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے اور حق وصداقت کی بارگاہوں میں ان کا مقام وہی ہوگا جو معتزلہ، قدریہ، جہمیہ وغیرہ فرقوں کے بانیوں اور ان کے قدیم وجدید پیروکاروں کا ہے۔

سینہ زوری کی انتہا

غامدی صاحب لکھتے ہیں:

> ''رجم کی سزا کے بارے میں قرآن وسنت کے باہمی تعلق کے حوالے سے جو کچھ ہم نے لکھا ہے، اسے پڑھنے کے بعد یہ سوال ہر طالب علم کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ اس مسئلے میں فقہا کی راے اگر قرآن کے خلاف ہے تو پھر رجم کی اس سزا کے بارے میں کیا کہا جائے گا جس کے متعلق معلوم ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض مجرموں کو دی اور خلفاے راشدین نے بھی دی؟ یہی سوال ہے جس کے جواب میں دور حاضر کے ایک جلیل القدر عالم اور محقق امام حمید الدین فراہی نے اپنا وہ نقطہ نظر پیش کیا ہے جس سے صدیوں کا یہ عقدہ نہ صرف یہ کہ حل ہو جاتا بلکہ یہ بات بھی بالکل نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ پیغمبر کا کوئی حکم بھی قرآن کے خلاف نہیں ہوتا۔'' (برہان، ص 57)

ملاحظہ فرمائیے! سینہ زوری اور فریب کاری کی تکنیک؟ کہ رجم کی حدّ شرعی کی بابت امت مسلمہ کا جو اجماع ہے جس میں خلفاے راشدین وصحابہ سمیت، تمام ائمہ سلف، محدثین، مفسرین اور فقہا شامل ہیں کیوں کہ اس اجماع کی پشت پر احادیث صحیحہ ومتواترہ ہیں؛ اس کو صرف فقہا کی راے قرار دیا تاکہ ان کا حلقہ ارادت آسانی اس بات کو قبول کر لے جو انھوں نے اگلے جملے میں اسے قرآن کے خلاف کہا ہے کیوں کہ اگر وہ یہ کہتے کہ یہ رائے جو قرآن کے خلاف ہے، پوری امت مسلمہ کی متفقہ راے ہے اور اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے تو پھر لوگوں کو مغالطہ دینا اور فریب میں مبتلا رکھنا نہایت مشکل ہوتا، اس لیے اسے صرف فقہا کی راے کہا تاکہ لوگ کہی ہو سکتا ہے کہ فقہا سے یہ اجتہادی غلطی ہوگئی ہو حالاں کہ بات اس طرح نہیں ہے؛ یہ صرف فقہا کی بات یا راے نہیں، ایک اجماعی اور مسلمہ اسلامی عقیدہ ہے اور فقہا کے اجتہاد پر مبنی نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث کے محکم اور نہایت واضح دلائل پر مبنی ہے۔

دوسری بات موصوف کے اقتباس سے یہ ظاہر ہوتی ہے کہ چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد اس سزا کی اصل حقیقت کیا ہے؟ اس عقدے کو امام فراہی نے حل کیا ہے؛ اس نکتے پر بحث سے پہلے غامدی صاحب کا ایک اور اقتباس ملاحظہ فرما لیجیے جس میں انھوں نے یہی بات زیادہ کھل کر کہی ہے؛ موصوف روایات رجم کی الٹی سیدھی تاویلات، غلط سلط وضاحت، آج کل کی اصطلاح میں ان کا 'پوسٹ مارٹم' کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> ''یہ ہیں وہ روایتیں اور مقدمات جن کی بنیاد پر ہمارے فقہا قرآن مجید کے حکم میں تغیر کرتے اور زنا کے مجرموں کے لیے ان کے محض شادی شدہ ہونے کی بنا پر رجم کی سزا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں؛ اس سارے مواد پر جو تبصرہ ہم نے کیا ہے، اس کی روشنی میں پوری دیانت داری کے ساتھ اس کا جائزہ لیجیے؛ اس سے زیادہ سے زیادہ کوئی بات اگر معلوم ہوتی ہے تو بس یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین نے زنا کے بعض مجرموں کو رجم